

غیر نزاری طور پر دین و ملت کی خدمت اور ان کی علمی ضرورت پوری کرتے رہے۔ ان دونوں کتابوں کے علمی مباحث پر گفتگو ایک علمی تقاضا تھا، جسے پورا کیا گیا، ورنہ ہمارے لیے ایسے متنبوعین اور ائمہ محدثین دونوں قابل احترام ہیں، کیوں کہ انہی بزرگوں کی خدمات پر دین کا انحصار ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ ناچیز کو 'معارضات سیرۃ النعمان' (شائع شدہ تحقیقات اسلامی، اپریل۔ جون ۲۰۰۷ء، مشمولہ مقالات محمود، اول، ۲۰۱۳ء) کی تحریر کے وقت 'سیرۃ النعمان' کا جو نسخہ یافت ہوا تھا وہ ناقص الاول تھا، جس کی وجہ سے تاریخ طباعت معلوم نہ ہو سکی تھی۔ لیکن غالباً وہ پہلا ایڈیشن تھا، کیوں کہ اس کے ہر صفحہ کے سرنامہ پر 'سوانح ابو حنیفہ' تحریر تھا۔ موجودہ نسخہ کی تہذیب مولانا محمد عارف عمری صاحب نے فرمائی ہے۔

۲۔ فقہ حنفی کے سینکڑوں مسائل کے خلاف حدیث صحیح ہونے پر تو کئی کتابیں موجود ہیں۔ مولانا محمد جونا گڑھی مترجم قرآن و تفسیر ابن کثیر نے ایک کتاب 'مصنوع محمدی' لکھی ہے، جس میں فقہ حنفی کے تقریباً ڈیڑھ سو مسائل کو خلاف حدیث صحیح بتایا ہے۔

۳۔ مقالہ نگار کے پیش نظر حسن البیان فی مافی سیرۃ النعمان کا طبع چہارم ہے، جو ۱۹۸۴ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اکیڈمی، دہلی سے شائع ہوا تھا۔

اسلام۔ عصمت نسواں کا محافظ

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

سماج میں بدکاری اور عصمت دری کے واقعات کثرت سے پیش آنے لگے ہیں اور لاکھ کوششوں کے باوجود، نہ صرف یہ کہ وہ کنٹرول میں نہیں آرہے ہیں، بلکہ ان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے عورتوں کی عفت و عصمت کا کیا تصور پیش کیا ہے؟ سماج کو پاکیزہ رکھنے کے لیے اس نے کیا احتیاطی تدابیر بتائی ہیں؟ اور بدکاری کرنے والوں کے لیے کتنے سخت قوانین وضع کیے ہیں؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عصمت نسواں کی حفاظت حقیقی طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ صفحات: ۳۲، قیمت: ۱۶۔

تہذیب و سیاست کی تعمیر میں اسلام کا کردار

(مقالات سمینار)

مرتبین:

ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی

مولانا محمد جرجیس کریمی

ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ کی طرف سے منعقدہ سمینار کے مقالات کا مجموعہ جس میں تحریک اسلامی ہند کے اکابر اور قائدین کے خطبات کے علاوہ ملک کے ممتاز مفکرین اور دانشوروں کے چھتیس (۳۶) مقالات شامل ہیں۔ ان مقالات میں تہذیب و سیاست کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے، جن میں مغربی اور اسلامی تہذیبوں کے اجزائے ترکیبی، ان کے درمیان موجودہ فرق و امتیازات، تہذیبوں کے تصادم کا موجودہ نظریہ، امت مسلمہ کی موجودگی تہذیبی و سیاسی صورت حال، قرآن وحدیث میں حکومت و سیاست کے تصورات، موجودہ طریقہ انتخابات، پارلیمانی نظام حکومت، تکثیری معاشرہ کے مسائل، جیسے اہم مباحث اور معروف علمائے سلف اور جدید مفکرین کی وضع کتب کے تجزیاتی مطالعے پیش کیے گئے ہیں۔

یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو قوم و ملت کی علمی و فکری رہنمائی اور موجودہ پیچیدہ حالات کے تقاضوں کے فہم و ادراک اور اس کی روشنی میں اپنے لائحہ عمل کے تعین میں مدد و معاون ثابت ہوگی۔

کل صفحات: ۸۳۶، قیمت: -/۶۰۰ روپے، دیدہ زیب ٹائٹل، بہترین کاغذ، عمدہ اور معیاری طباعت

ملنکیتہ

☆ ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، نئی نگر، جمال پور، علی گڑھ - ۲۰۲۰۰۲

☆ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، D-307، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵

☆ البلاغ پبلی کیشنز، اعظمی اپارٹمنٹس، فلیٹ ۱۰، N-1، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵

☆ البدر بک سینٹر، مہاجنی، ٹولہ، سرائے میر، اعظم گڑھ

میڈیکل انشورنس سے متعلق فقہی اکیڈمیوں کے فیصلے اور ان کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد امتیاز حسین

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کی تعلیمات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں، جن کی توضیح و تشریح خود نبی رحمت ﷺ نے فرمائی ہے۔ اسی لیے شریعت اسلامی کا دار و مدار عقل انسانی پر نہیں، بلکہ انسان کی دنیوی و اخروی فلاح و بہبود پر رکھا گیا ہے اور اس کا مقصد رضائے الہی کا حصول ہے لہذا ایسے افعال و اعمال کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جن میں دنیوی و اخروی فوائد کے ساتھ رضائے الہی بھی شامل ہو اور ان افعال و اعمال سے احتراز کا حکم دیا گیا جن میں انفرادی یا اجتماعی طور پر دنیوی و اخروی فوائد نہ ہوں اور ساتھ ہی وہ رضائے الہی سے بھی خالی ہوں۔ اسی لیے شریعت مطہرہ نے جو ادا و مروا بھی دیے ہیں ان پر عمل یا ان سے احتراز ضروری ہے۔

اسلامی احکام جس طرح صحت کی حالت میں رہ نمائی کرتے ہیں اسی طرح حالت مرض میں مشکلات سے نمٹنے کے سلسلے میں ان سے رہ نمائی ملتی ہے۔ صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اس لیے حتی المقدور اس کی حفاظت انسانی فریضہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ عصر حاضر میں صنعتی انقلاب، ماحولیات کا عدم توازن اور غذائی اجناس میں اضافہ کے لیے نئے تجربات کی وجہ سے امراض میں اضافہ ہو رہا ہے اور وہ پیچیدہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ امراض کی تشخیص اور علاج کے نئے مؤثر اور زود اثر طریقے بھی دریافت ہو رہے ہیں۔ لیکن جدید طریقہ علاج اتنا گراں ہو چکا ہے کہ متوسط معاشی صلاحیت کے حامل افراد کے لیے اس کے اخراجات ناقابل برداشت ہیں۔ ستم بالا ستم یہ کہ علاج معالجہ، جو خدمتِ خلق کا ذریعہ اور ایک باعزت پیشہ تھا، اس نے

اب تجارت کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس صورت حال نے میڈیکل انشورنس کی صورت کو وجود بخشا ہے۔ چنانچہ مرض کی پریشانیوں سے بچنا بچانا میڈیکل انشورنس کہلاتا ہے۔

میڈیکل انشورنس کی تعریف

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جہد نے میڈیکل انشورنس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”عقد التأمین الصخی اتفاق يلتزم بموجبه شخص أو مؤسسة تتعهد برعايته بدفع مبلغ محدد أو عدد من الأقساط لجهة معينة، على أن تلتزم تلك الجهة بتغطية العلاج أو تغطية تكاليفه خلال مدة معينة“۔^۱

میڈیکل انشورنس ایک ایسا معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں ایک شخص یا ادارہ جو اس کے حفظانِ صحت کا کفیل ہو، کسی متعین ادارہ کو ایک معینہ رقم یا متعدد اقساط ادا کرنے کا پابند ہو، اور اس کے عوض وہ ادارہ اس متعین مدت کے لیے اس کے علاج کے اخراجات ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

محمد جمیر الانفی نے میڈیکل انشورنس کی تعریف یوں کی ہے:

”هو عقد بين فرد أو مؤسسة و بين شركة تأمين تجارى تلتزم شركة التأمين بمقتضاه ان تدفع مبلغاً معيناً دفعة واحدة أو على أقساط و بان ترد مصروفات العلاج و ثمن الأدوية كلها أو بعضها للمستفيد من التأمين اذا مرض خلال مدة محدّدة و ذلك في مقابل التزام المؤمن له بدفع أقساط التأمين المتفق عليها“۔^۲

”یہ ایک فرد یا ادارہ اور انشورنس کمپنی کے درمیان معاہدہ ہے جس کے مطابق یہ انشورنس کمپنی ایک مشمت یا قسطوں میں ایک مقررہ رقم ادا کرنے اور انشورنس سے استفادہ کرنے والے کی اس مقررہ مدت کے دوران جب بھی وہ بیمار ہوگا، علاج کے اخراجات اور تمام ادویہ یا بعض ادویہ کی

قیمتیں لوٹانے کی پابند ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں انشورنس کا حامل اس کی تمام طے شدہ اقساط ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔“

محمد ہیشم الخياط کے نزدیک میڈیکل انشورنس کا مفہوم یہ ہے:

‘هو عقد بين طرفين يلتزم به الطرف الاول (المستشفى) بعلاج الطرف الثاني (فردا كان او جماعة) من مرض معين او الوقاية من المرض عاصمة مقابل مبلغ مالي محدد يدفعه الى الطرف الاول دفعة واحدة او على أقساط‘ ۳۔

‘میڈیکل انشورنس دو فریقوں کے درمیان معاہدہ ہے، جس کی رو سے پہلے فریق (ہسپتال) پر دوسرے فریق (خواہ وہ فرد ہو یا جماعت) کا کسی خاص مرض میں علاج یا عام امراض سے بچانا لازم ہوتا ہے۔ اس کے مقابل دوسرا فریق پہلے فریق کو رقم یک مشت یا اقساط میں ادا کرتا ہے‘۔

ان تعریفات کی روشنی میں میڈیکل انشورنس کی نوعیت یہ ہے کہ ایک آدمی ایک قلیل رقم پر بیمہ کی شکل میں دینے کے بعد کمپنی سے یہ ضمانت لیتا ہے کہ اگر وہ معین مدت کے اندر بیمار ہو گیا تو اس کے علاج معالجہ میں پر بیمہ کی رقم کے مطابق ایک حد تک کمپنی اس پر خرچ کرے گی اور اس کو جو مالی نقصان اس بیماری کے دوران میں پہنچے گا اس کی تلافی بھی کرے گی، جیسے کبھی بیماری کی وجہ سے اس آدمی کو چھٹی لینا پڑے تو اگر وہ تنخواہ دار آدمی ہے تو بیماری کی وجہ سے اس کی تنخواہ میں جو کمی آئے گی اس کو کمپنی پورا کرے گی۔ میڈیکل انشورنس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کمپنی متعلقہ فرد کو ایک کارڈ جاری کر دیتی ہے اور اسے کچھ اسپتالوں کی فہرست دیتی ہے، جن سے اس کا معاہدہ ہوتا ہے کہ جب بھی وہ بیمار ہو تو فلاں ہسپتال میں جائے، وہاں اس کا علاج ہو جائے گا۔ علاج کی رقم کی ادائی کے بھی دو طریقے ہوتے ہیں: کبھی رقم مریض ہسپتال کو خود دے گا، بعد میں اس کو کمپنی ادا کر دے گی اور کبھی وہ رقم کمپنی خود ہسپتال کو دیتی ہے، میڈیکل انشورنس کرانے والا صرف علاج کرا کے آجاتا ہے۔ اس میں ایسا نہیں ہوتا

ہے کہ انشورنس کروانے والا مریض جتنی چاہے رقم خرچ کر دے، بلکہ اس کا تعلق پرییم سے ہوتا ہے۔ جتنا پرییم ہوگا اس حساب سے علاج کی رقم ملے گی۔ اگر پرییم کم ہوگا تو علاج کی رقم کم ہوگی اور اگر پرییم زیادہ ہوگا تو علاج کی رقم بھی زیادہ ہوگی۔ انشورنس کرانے والے کو متعین عرصہ میں وہ مخصوص بیماری نہیں لگی تو اس کی پرییم کی رقم ضائع ہو جائے گی۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا فیصلہ

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے پندرہویں سیمینار، منعقدہ ۱۱ تا ۱۳ مارچ ۲۰۰۶ء میں میڈیکل انشورنس کے بارے میں مندرجہ ذیل فیصلہ کیا تھا:

”شریعت اسلامی میں جوئے کی کوئی بھی صورت جائز نہیں۔ اس وقت میڈیکل انشورنس کی جو صورت رائج ہے وہ اپنے نتیجے کے اعتبار سے جو ایں شامل ہے اور اس نے علاج کو خدمت کے بہ جائے نفع اور تجارت بنا دیا ہے۔ اس پس منظر میں سیمینار نے میڈیکل انشورنس کے بارے میں درج ذیل فیصلے کیے ہیں:

۱۔ میڈیکل انشورنس، انشورنس کے دوسرے تمام شعبوں کی طرح بلاشبہ مختلف قسم کے ناجائز امور پر مشتمل ہے، لہذا عام حالات میں میڈیکل انشورنس ناجائز ہے اور اس حکم میں سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔ اگر قانونی مجبوری کے تحت میڈیکل انشورنس لازمی ہو تو اس کی گنجائش ہے، لیکن جمع کردہ رقم سے زائد جو علاج میں خرچ ہو، صاحب استطاعت کے لیے اس کے بہ قدر بلائیتِ ثواب صدقہ کرنا واجب ہے۔“ - ۴

اس فیصلے کا خلاصہ یہ ہے کہ عام حالات میں میڈیکل انشورنس ناجائز ہے۔ مجبوری کی حالت میں اس کا جواز ہے، لیکن مستزاد مال کو بلائیتِ ثواب صدقہ کرنا واجب ہے۔

اس سے پہلے بین الاقوامی اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ نے بھی اپنے سولہویں فقہی سیمینار، منعقدہ متحدہ عرب امارات ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ ۹ تا ۱۴ اپریل

۲۰۰۵ء میں میڈیکل انشورنس کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا۔ ۶۔

عدم جواز کے فیصلے کا تحلیلی مطالعہ

فقہ اکیڈمیوں نے میڈیکل انشورنس کے عدم جواز کا فیصلہ کن دلائل سے کیا ہے، ذیل میں ان کا تحلیلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے:

غرر

میڈیکل انشورنس 'غرر' پر مشتمل ہے اور شریعت اسلامی نے اس سے منع کیا ہے۔ غرر دھوکہ اور خطرہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ میڈیکل انشورنس میں دھوکہ والا غرر تو نہیں پایا جاتا، البتہ خطرہ والا معنی ضرور پایا جاتا ہے۔ خطرہ سے مراد یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی کے لیے نفع ایسی شرط پر موقوف کر دیا جائے جس کا ہونا یا نہ ہونا غیر یقینی ہو۔ یہ معنی میڈیکل انشورنس میں واضح طور پر پایا جاتا ہے۔

احناف کے نزدیک غرر کی تعریف

علامہ کاسانی نے غرر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”ان الغرر هو الخطر الذي استوى فيه طرف الوجود والعلم“ ۶۔

”دھوکہ اس خطرے کو کہتے ہیں جس میں وجود اور عدم وجود دونوں کے

مواقع برابر ہوں۔“

ابن عابدین نے غرر کو یوں بیان کیا ہے:

”الغرر هو الشك في وجود المبيع“ ۷۔

”مبيع میں شک کا نام غرر ہے۔“

دھوکہ کی اس تعریف کی روشنی میں اگر میڈیکل انشورنس پر غرر کیا جائے تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اس معاہدے کا بنیادی جز و اور اصل حقیقت دھوکہ ہے، کیونکہ میڈیکل انشورنس کا تصور بیماری کے بغیر ناممکن ہے اور بیماری اس حادثے کا نام ہے جس کے پائے جانے یا نہ پائے جانے، دونوں کا امکان برابر ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ معاوضات، جو احناف کے نزدیک دھوکہ کی وجہ سے بالاتفاق باطل ہیں، ان میں یہ مفہوم موجود ہے کہ ان میں ملکیت یا ذمہ داری کو کسی ایسے خطرے کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے یا اس پر موقوف ٹھہرایا گیا ہے جس کے پائے جانے یا نہ پائے جانے دونوں کا امکان ہو۔ یہی صورت حال میڈیکل انشورنس کروانے والے کی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ جو شخص میڈیکل انشورنس کمپنی کو رقم صرف اس لیے ادا کرتا ہے کہ کمپنی نے اس رقم کے بدلے میں بیمار ہونے کی صورت میں علاج کی رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ممکن ہے اس کو وہ بیماری لاحق ہو اور یہ بھی ممکن ہے، لاحق نہ ہو۔ لہذا احناف کی اس تعریف کی روشنی میں میڈیکل انشورنس میں غرر بالکل واضح ہے۔

حنابلہ کے نزدیک غرر کی تعریف

علامہ بہوتی حنبلی نے غرر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”الغرر بانہ ماتر ددیین آمرین لیس أحدھما أظھر“ ۸

”دھوکہ یہ ہے کہ دونوں صورتیں مشکوک ہوں اور کوئی ایک دوسرے کے مقابلے میں واضح نہ ہو۔“

اس تعریف کی روشنی میں وہ تمام معاملات، جو دو حالتوں کے درمیان معلق ہیں اور وہ ہیں خریدار کے لیے عوض کی ادائیگی کے بدلے میں حصول معاوضہ اور اس کا عدم حصول (ان دونوں میں سے کوئی ایک حالت بھی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ واضح نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک حالت واضح ہوتی تو ان کے نزدیک یہ خرید و فروخت درست ہو جاتی۔ جیسے غصب شدہ چیز کو خود غصب کرنے والے سے خریدنا۔

یہی صورت حال میڈیکل انشورنس میں پائی جا رہی ہے۔ کیوں کہ علاج، جس کے لیے میڈیکل انشورنس کروانے والے نے رقم ادا کی ہے، دو امکانی صورتوں کے درمیان معلق ہے: ایک صورت یہ کہ اگر اس کو وہ بیماری لاحق نہ ہوئی تو یہ رقم واپس حاصل نہیں کر سکے گا۔ علاوہ ازیں علاج کی رقم کے حصول کی صورت بھی زیادہ واضح نہیں ہے، اس لیے کہ اس کا انحصار اس بیماری کے پیش آنے پر ہے جس سے تحفظ دیا گیا ہے اور اس کا

میڈیکل انشورنس سے متعلق۔۔۔

پیش آنا اس کے نہ پیش آنے کے مقابلے میں زیادہ واضح نہیں ہے۔ کیوں کہ کمپنی میڈیکل ٹیسٹ کروا کے اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ انشورنس کرانے والے میں وہ بیماری پہلے سے موجود نہیں ہے جس کا وہ انشورنس کروا رہا ہے، لہذا عوض کے حصول اور عدم حصول کی دونوں صورتیں مشتبہ ہیں۔ میڈیکل انشورنس کرانے والے کو کبھی تو علاج کی رقم مل جاتی ہے کبھی نہیں، کیوں کہ اس کے حصول کا انحصار مکمل طور پر ایک ایسی بیماری لاحق ہونے پر ہے جس میں اس کے اپنے ارادے کا کوئی دخل نہیں اور نہ اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس بیماری کو خود پیدا کر سکے۔

شوافع کے نزدیک غرر کی تعریف

الوجیز کی شرح فتح العزیز میں غرر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

‘اِنَّ الغرر هو التردبین جانبین: الاغلب منهما أخوفهما’ ۹۷

’دھوکہ وہ ہے جس میں دونوں جانب کا احتمال ہو اور جانب غالب کا واقع ہونا زیادہ خطرناک ہو‘۔

علامہ شیرازی شافعی نے غرر کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

”وَالَّذِي تَنْطَوِي عَلَى الشَّخْصِ عَاقِبَتُهُ“ ۱۰۷

’اور دھوکہ اسے کہتے ہیں جس کا نتیجہ انسان سے پوشیدہ ہو‘۔

علامہ ربیع فرماتے ہیں:

”اِنَّ الغرر لَا يَنْتَفِي عَنِ الْمَعَاوِضَةِ اِلَا اِذَا عَرَفَ الْمُتَعَاوِدُ فِيهَا مَا

الَّذِي يَمْلِكُ بَازِئًا مَبْذُلًا“ ۱۱۷

”معاوضہ دھوکہ سے اس وقت تک پاک نہیں ہوتا جب تک کہ

لین دین کرنے والا اس میں یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے

اس کے بدلے وہ کس چیز کا مالک بنا ہے“۔

علامہ ابن حجرؒ نے غرر کی یہ تعریف بیان کی ہے:

”اِنَّ الغرر هو كل ما يمكن أن يوجد والا يوجد، وكذلك ما لا

يصح غالباً“ ۱۲۔

”دھوکہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے وجود کا امکان اور عدم امکان برابر

ہو، اسی طرح جو عام طور پر معاوضہ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔“

علامہ نوویؒ نے بیان کیا ہے:

”اِنَّ عقد الغرر هو ما لا يوثق بحصول العوض فيه“ ۱۳۔

”دھوکہ اسے کہتے ہیں جس میں معاوضہ کے حصول کا یقین نہ ہو۔“

غرر (دھوکہ) کی یہ تعریف کہ اس میں دونوں پہلوؤں کا احتمال ہوا اور غالب پہلو کا وقوع زیادہ خطرناک ہو، میڈیکل انشورنس پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ کیوں کہ اس میں بھی دونوں پہلوؤں کا احتمال ہوتا ہے: ایک پہلو حصول معاوضہ کا ہے اور دوسرا اس کے عدم حصول کا۔ پس اگر جس بیماری سے تحفظ دیا گیا ہے وہ لاحق ہوگئی تو میڈیکل انشورنس کروانے والے کا علاج ہو جائے گا یا اس کی رقم مل جائے گی، جو کہ انشورنس کی اس رقم کا عوض ہے جس کے لیے اس نے رقم ادا کی ہے۔ لیکن اگر یہ بیماری لاحق نہ ہوئی تو وہ معاوضہ سے محروم رہے گا، جب کہ انشورنس کروانے والا معاہدہ کرتے وقت نہیں جانتا کہ کس صورت حال سے دوچار ہوگا۔

اسی طرح غرر کی یہ تعریف بھی کہ جس کا انجام انسان سے پوشیدہ ہو اس پر صادق آتی ہے، کیوں کہ میڈیکل انشورنس کمپنی اور انشورنس کروانے والا دونوں معاہدہ کرتے وقت اس کے انجام سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک معاہدہ کے وقت یہ نہیں جانتا کہ وہ دوسرے کو کتنا کچھ ادا کرے گا اور اس سے کتنا کچھ حاصل کرے گا۔ کیوں کہ جس بیماری کا انشورنس ہوا ہے وہ کبھی پیش آتی ہے، کبھی نہیں۔ اگر انشورنس کروانے والا بیمار ہو گیا تو کمپنی معاہدہ کے وقت معین رقم میں سے کم خرچ ہونے کی صورت میں اضافی رقم ادا نہیں کرتی، بلکہ اسے ضبط کر لیتی ہے۔

دھوکہ کی جو یہ تعریف کی گئی ہے کہ اس میں لین دین کرنے والے کو معلوم نہیں

میڈیکل انشورنس سے متعلق۔۔۔

ہوتا کہ اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے، اس کے بدلے میں وہ کس چیز کا مالک بنا ہے، یہ بھی میڈیکل انشورنس پر منطبق ہوتی ہے، اس لیے کہ میڈیکل انشورنس کمپنی اور جو شخص اس سے معاہدہ کرتا ہے، دونوں میں سے ہر ایک معاہدہ کرتے وقت یہ نہیں جانتا کہ اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے، اس کے بدلے میں وہ کس چیز کا مالک بنا ہے۔ خاص طور پر انشورنس کرانے والا رقم ادا کرنے کے باوجود یہ نہیں جانتا کہ وہ اس کے بدلے میں کس چیز کا مالک بنے گا۔ کبھی تو وہ رقم ادا کرنے کے باوجود کسی چیز کا مالک نہیں بنتا، اگر بیمار نہ ہو، اور بعض اوقات بیماری لاحق ہونے پر وہ کچھ نہ کچھ حاصل تو کرتا ہے، مگر کبھی اس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور کبھی کم۔ معلوم ہوا کہ وہ نہ صرف اس سے بے خبر ہوتا ہے کہ اسے جو کچھ ملے گا اس کی مقدار کیا ہوگی؟ بلکہ اسے اس کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ اسے کچھ مل بھی سکے گا یا نہیں؟ اس سے ثابت ہوا کہ میڈیکل انشورنس میں ہمیشہ دھوکہ کی کھلی صورت اور شدید ترین قسم پائی جاتی ہے۔ اسی طرح میڈیکل انشورنس کا دھوکہ کی اس تعریف کے تحت آنا بھی بالکل واضح ہے کہ غرا سے کہتے ہیں جس کے وجود کا امکان اور عدم امکان برابر ہو یا عدم امکان غالب ہو۔ کیوں کہ تحفظ فراہم کرنے والے کی رقم میڈیکل انشورنس کے سلسلہ کی وہ ذمہ داری ہے جس کے لیے اس نے رقم ادا کی ہے۔ کبھی تو وہ پائی جاتی ہے اور کبھی نہیں، کیوں کہ اس کا وجود بیماری پر منحصر ہے۔ بیماری لاحق ہوگئی تو یہ ذمہ داری بھی لازم ہو جائے گی اور اگر نہیں لاحق ہوئی تو ذمہ داری بھی لازم نہ ہوگی۔

دھوکہ کی یہ تعریف کہ اس میں معاوضہ کے حصول کا پختہ یقین نہ ہو، یہ بھی میڈیکل انشورنس پر پوری طرح صادق آتی ہے، کیوں کہ اس میں معاوضہ کے حصول کا پختہ یقین نہیں ہوتا۔ پھر یہ ایک پوشیدہ اور مخفی امر ہے جسے میڈیکل انشورنس کروانے والا معاہدہ طے کرتے وقت بالکل نہیں جانتا۔

مالکیہ کے نزدیک غرر کی تعریف

فقہ مالکی کی کتاب مواہب الجلیل میں غرر کی یہ تعریف کی گئی ہے:

”الغرر بانہ ماشک فی حصول أحد عو ضیہ، او مقصود منه غالباً“ ۱۴

’دھوکہ اسے کہتے ہیں جہاں دونوں طرف کے معاوضوں میں سے کسی ایک کا حصول غیر یقینی ہو، یا اس معاوضے سے جو مقصد پیش نظر ہے، اس کا حصول مشکوک ہو۔‘

علامہ شربینی نے غرر کی تعریف کی ہے:

”الغرر بانة ما لا يعلم أيتّم أم لا“ ۱۵۔

”دھوکہ یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پورا ہو گیا نہیں؟“

شیخ دسوقی نے اس کی تعریف یہ کی ہے:

”الغرر بانة ما يَحتمل حصوله وعدم حصوله“ ۱۶۔

’دھوکہ یہ ہے کہ کسی چیز کے حصول اور عدم حصول دونوں کا احتمال ہو۔‘

فقہ مالکیہ میں سے علامہ دررِ غرر کی یہ تعریف بیان کرتے ہیں:

”الغرر بانة ما تَرَدّ بين السلامة والعطب“ ۱۷۔

”جس کی سلامتی یا تباہی کے بارے میں تردد ہو، اس کو غرر کہتے ہیں۔“

یہ تعریفات بھی میڈیکل انشورنس پر پوری طرح منطبق ہوتی ہیں۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

جوا اور شرط لگانا

میڈیکل انشورنس میں قمار اور میسر کی صورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ یوں کہ فریقین میں سے ایک شخص بلا مقابل کل خسارہ کا شکار ہوتا ہے۔ انشورنس کرانے والا موہوم بیماری کے پیش نہ آنے کی صورت میں اپنی پوری رقم سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور بیماری لاحق ہونے کی صورت میں کمپنی ایک بڑی رقم کے خسارہ سے دو چار ہو جاتی ہے۔ فقہ حنفی کی کتاب المبسوط میں جوا کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے:

”المقامرة او الرهان عقد يتعهد فيه كل من العاقدین (المقامرين او

المتراہنین) ان يدفع الى الآخر مبلغاً من النقود او أى عوض مالى آخر يتفق عليه، اذا حدثت واقعة معينة (خسارة اللعب فى المقامرة، وعدم صدق قول المراهن فى الواقعة غير محققة فى الرهان“ ۱۸۔
 ”جوا اس معاہدے کو کہتے ہیں جس میں دونوں فریق اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ وہ دوسرے کو ایک مقرر رقم یا کوئی دوسرا مالی معاوضہ جس پر ان کا اتفاق ہوا ہو، اس وقت ادا کرے گا جب متعین واقعہ پیش آجائے (جیسے مقامرة میں اس کا ہار جانا اور رہاں میں ہر یقینی واقعہ کے بارے میں مراہن کے قول کا جھوٹ ثابت ہونا)۔“

اس تعریف سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جوا بھی شرط لگانے کی طرح ہے۔ ان دونوں میں معاہدہ کرنے والے کا حق ایک غیر یقینی واقعے کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

جوا اور شرط لگانا امکانی معاہدات اور دھوکہ والے معاملات میں سے ہیں، اس لیے کہ ان میں دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے لیے بھی ممکن نہیں کہ معاہدہ کے وقت اس مقدار کا تعین کر سکے جو اسے ملنی ہے، یا اس مقدار کا اندازہ لگا سکے جو اسے ادا کرنا ہے، کیوں کہ اس کا تعین مستقبل ہی میں ہو سکتا ہے، جو ایک غیر یقینی واقعہ کے پیش ہونے پر منحصر ہے۔ رہی یہ بات کہ جوا اور شرط لگانا معاوضہ والے کاروبار میں سے ہیں تو یوں کہ جوا کھیلنے والوں یا شرط لگانے والوں میں سے ہر ایک جب کچھ حاصل کرتا ہے تو اس خطرے کے عوض جو خسارے کی صورت میں اسے درپیش ہے اور کچھ ہارتا ہے تو اس امکان کے عوض کہ اسے کچھ حاصل ہوگا۔ جیتنے اور ہارنے کے سلسلہ میں پایا جانے والا یہ احتمال ہی وہ بنیاد ہے جس پر یہ کاروبار استوار ہے۔

جوئے کی خصوصیات مکمل طور پر میڈیکل انشورنس میں پائی جاتی ہیں، کیوں کہ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس کے بہ موجب ایک فریق (میڈیکل انشورنس کمپنی) دوسرے فریق (میڈیکل انشورنس کروانے والا) کو ایک مخصوص رقم یا کوئی دوسرا مالی معاوضہ، جس

پر دونوں باہم متفق ہوئے ہوں، اس وقت ادا کر دے گا جب وہ متعین بیماری پیش آجائے، جس سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے اور اس کی یہ ذمہ داری دوسرے فریق (میڈیکل انشورنس کرائے والے) کی اس ذمہ داری کے مقابل ہوتی ہے جس کے بہ موجب وہ بیماری لاحق ہونے سے پہلے تک میڈیکل انشورنس کی رقم ادا کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ میڈیکل انشورنس کی اصلیت بعینہ جوئے اور شرط لگانے کی ہے، اگرچہ اس کے عناصر اور جزئیات کے نام مختلف ہیں۔

میڈیکل انشورنس کی مزید وجہ صورتوں میں جوا کا ہونا واضح ہے۔ قرآن کریم نے قمار کو شیطان کا گند اُفعل بتایا ہے اور اس کی حرمت پر سب متفق ہیں۔ لہذا جو حکم جوا کا ہے وہی میڈیکل انشورنس کا ہوگا۔

ربا

میڈیکل انشورنس میں ربا (سود) بھی پایا جاتا ہے اور قرآن کریم میں اس کی مذمت کی گئی ہے اور اس سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ علامہ شامی نے سود کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”کَل قَرْض جَوْ نَفْعًا حَرَامٌ، اِذَا كَانَ مَشْرُوطًا“ ۱۹۔

”ہر وہ قرض جو نفع کی شرط پر جاری ہو وہ حرام ہے۔“

میڈیکل انشورنس میں معاہدہ ہوتا ہے کہ انشورنس کرائے والا جو رقم ایک خاص مدت تک جمع کرے گا اس کو بیماری کی صورت میں وقتِ ضرورت اس سے زائد رقم میڈیکل انشورنس کمپنی اس کے علاج کے لیے دے گی۔ یہ قرض کے ساتھ مشروطِ منفعت کی صورت ہے۔ اسی کا نام سود ہے۔

رد المحتار میں سود کی یہ تعریف ہے:

هو تبادل جنسین ، من الاموال الربويه، فضل خال عن عوض

بمعيار شرعى مشروط لآحد المتعاقدين فى المعاوضة ۲۰۔

میڈیکل انشورنس سے متعلق۔۔۔

اموال ربویہ میں سے کسی چیز کا ہم جنس کے ساتھ تبادلہ کرنے کا معاہدہ کیا جائے اور اس میں کسی ایک جانب سے بلا عوض اضافے کا دینا بھی مشروط ہو، یعنی اضافہ کی شرط جزو معاہدہ ہو۔

یہ تعریف درج ذیل نکات پر مشتمل ہے:

(۱) ہم جنس چیز کا تبادلہ ہم جنس کے ساتھ ہو۔

(۲) وہ چیز اموال ربویہ میں سے ہو۔

(۳) اضافہ ایک ہی جانب ہو۔ دوسری جانب اس کا کوئی ایسا عوض نہ ہو جو

شرعاً عوض کہلا سکے۔

(۴) یہ اضافہ معاہدہ کی رو سے ہو۔

اگر سود کے ان اجزاء کا میڈیکل انشورنس کے اجزاء سے تقابل کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ دونوں میں پوری مطابقت ہے۔ کیوں کہ میڈیکل انشورنس کرانے کے نتیجے میں صرف ایک ہی طرف رقم زیادہ رہ جاتی ہے: بیمار ہونے کی صورت میں انشورنس کرانے والے کی طرف اور بیمار نہ ہونے کی صورت میں انشورنس کمپنی کی طرف۔ وہ اس طرح کہ انشورنس کرانے والے نے مثلاً ایک ہزار روپے کمپنی کو دیے۔ بیمار ہونے پر اس کے علاج کے لیے کمپنی نے بیس ہزار روپے خرچ کر دیے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ انیس ہزار روپے، جو انشورنس کرانے والے کی طرف آئے، اس کا کوئی حقیقی عوض کمپنی کو نہیں ملا۔ اور اگر انشورنس کرانے والا بیمار نہ ہو تو اس کی جمع کردہ رقم اس کو واپس نہیں ملے گی۔ انشورنس میں دونوں طرف تبادلہ کی چیز روپیہ ہوتی ہے اور روپیہ اموال ربویہ میں سے ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ روپیہ کا لین دین اور اس کے نتیجے میں ایک طرف اضافہ معاہدہ کی رو سے ہی ہوتا ہے۔

معجم لغة الفقهاء میں ربا کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

كل زيادة مشروطة في العقد خالية من عوض مشروعة ۲۱۔

”ربا ہر وہ زیادتی ہے جس کی عقد میں شرط لگائی گئی ہو اور وہ جائز عوض سے خالی ہو۔“

یہ تعریف میڈیکل انشورنس پر بھی صادق آتی ہے۔ اس لیے کہ انشورنس کرانے والا اس شرط کے ساتھ مقررہ رقم جمع کرواتا ہے کہ بیمار ہونے کی صورت میں اسے اپنی جمع کردہ رقم کے مقابلے میں بہت زیادہ رقم انشورنس کمپنی کی طرف سے علاج کے لیے ملے گی۔ ظاہر ہے یہ زائد رقم، جو اس کے علاج پر خرچ ہوئی، وہ جائز عوض سے خالی ہے۔ مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا ہے کہ ربا کے معاہدہ میں جتنے اجزاء پائے جاتے ہیں وہ سب میڈیکل انشورنس میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لہذا جو حکم ربا کا ہوگا وہی میڈیکل انشورنس کا بھی ہوگا۔

حالتِ اضطرار میں میڈیکل انشورنس کی اجازت

جن ممالک میں داخلہ اور قیام کے لیے قانوناً میڈیکل انشورنس ضروری ہو وہاں کسی شخص کو دعوت و تبلیغ یا کسی علمی و دینی مجلس میں شرکت یا تجارتی مقاصد کے لئے سفر کرنا یا وہاں سکونت اختیار کرنا یا ان ممالک سے تعلقات کی استواری کے لیے مسلم ممالک کے سفراء کا وہاں قیام ضروری ہو تو یہ سب معاملات مسلمان شہریوں کے لیے حالتِ اضطرار کے حکم میں ہوں گے اور ضرورت کے تحت شریعت اسلامیہ اپنے ماننے والوں کو بہت سی ممنوعات کی گنجائش دیتی ہے، انہی میں سے ایک میڈیکل انشورنس بھی ہے۔ 'ضرورت' کی تعریف امام سیوطی نے یہ کی ہے:

فَالضَّرُورَةُ بُلُوغُهُ حَدًّا اِنْ لَمْ يَتَنَاوَلْهُ الْمَمْنُوعُ هَلَكٌ اَوْ

قَارِبٌ، وَهَذَا يَبْسُغُ تَنَاوُلَ الْحَرَامِ ۲۲۔

”ضرورت یہ ہے کہ آدمی اس حد تک پہنچ جائے کہ اگر وہ ممنوع چیز کا

استعمال نہ کرے تو ہلاک ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں حرام کا استعمال

اس کے لیے مباح ہوگا۔“

پس اگر حالات نا مساعد ہوں اور مسلمان اس حالت میں نہ ہوں کہ اس قانون کی مخالفت کر سکیں، بلکہ اس کی خلاف ورزی کی صورت میں وہاں ان کے ملی وجود کو خطرہ لاحق ہو اور موجودہ عالمی نظام میں اجتماعی ہجرت بھی ناممکن ہے تو جان و